احکام القرآن للجصاص

باب البیع

(۳)

ترجمه و تعلیق از غلام مرتضیٰ آزاد

کیا نفس اعسار انظار کا موجب ہے ؟

جب حاکم کے نزدیک مدیون کی تنگدستی ثابت ہوجائے اور حاکم اسے رہا کردے تو کیا حاکم، طالب دین کو، مدیون کے لزوم (پیچھا نہ چھوڑنا) سے روک دے ؟ علماء کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے ۔ ہمارے اصحاب کا کہنا ہے کہ طالب دین مدیون کا پیچھا نہ چھوڑے ۔ ابن رستم نے (امام) محمد کا یہ قول ذکر کیا ہے کہ وہ شخص جس کو دین کے سلسلہ میں روک رکھا گیا ہے اسے کھانا کھانے اور بیت الخلاء کے حوائج سے فراغت حاصل کرنے کے لئے گھر جانے سے نہ روکا جائے، ہاں اگر روک رکھنے والا مدیون کو غذاء اور بیت الخلاء مہیا کرے تو اسے حق حاصل ہے کہ مدیون کو گھر جانے سے روک دے ۔ دیگر علماء کی رائے میں، جن میں (امام) مالک اور (امام) شافعی بھی ہیں، طالب دین مدیون کو روک رکھنے کا کوئی حق نہیں رکھتا ۔ لیث بن سعد کہتے ہیں کہ آزاد تنگدست مدیون اجرت پر قرض خواہ کا کام کرے اور اس اجرت سے دین ادا کرتا رہے ۔ جہاں تک ہمارا علم ہے زہری کے سوا اور کسی شخص نے لیث بن سعد کی رائے کے مثل اپنی رائے کا اظہار نہیں کیا، درحقیقت لیث بن سعد نے یہ بات زہری سے روایت کی ہے ۔

اس بات کی دلیل کہ ظہور اعسار کے باوجود طالب دین کو لزوم اور طلب و تقاضا کا حق حاصل ہے ہشام بن عروہ کی حدیث ہے جو اس نے اپنے والد

کے واسطه سے (حضرت) عائشه سے بیان کی که ایک مرتبه نبی صلی الله علیه وسلم نے ایک اعرابی سے مقررہ وقت تک قیمت ادا کردینے کے وعدہ پر ایک اونٹ خریدا ۔ اعرابی نے وقت مقرر پر آکر تقاضا کیا تو آپ نے فرمایا، ''تم همارے پاس ایسے وقت آئے جب که همارے پاس کچھ بھی نہیں ھے ۔ لیکن ٹھیرے رھو یہاں تک که صدقه آجائے،، . . . اس پر اعرابی نے ''واغدراہ،، (دھوکا، ھائے دھوکا) کہنا شروع کردیا ۔ (حضرت) عمررض نے اسے مارنا چاھا تو آپ نے فرمایا، ''اسے چھوڑ دو، اس لئے که صاحب حق کو کہنے کا حق حاصل ھے،، ۔ یه حدیث اس بات کی دلیل ھے که نفس اعسار تقاضا کرنے اور لزوم سے مانع نہیں ۔

آپ کا ارشاد ''ٹھہرے رھو یہاں تک که صدقه آجائے،، اس بات پر دلالت کرتا ھے که نبیص نے وہ اونٹ صدقه کے لئے خریدا تھا، اپنے لئے نہیں ۔ اس لئے که اگر وہ اونٹ اپنےلئےخریدا ھوتا تو آپ اسے صدقه کے اونٹوں سے ادا نه کرتے، کیونکه صدقه آپ کے لئے حلال نہیں ۔ اس سے یه بھی معلوم ھوا که اگر کسی نے کوئی چیز دوسرے شخص کے لئے خریدی تو قیمت کی ادائیگی مشتری (خریدنے والے) کے ذمه ھے اور عقد کے حقوق کا تعلق مشتری سے ھے، مشتری له (جس کے لئے خریدا) سے نہیں ، اس لئے که نبی صلی الله علیه وسلم نے اعرابی کو (باوجود اس کے که آپ نے اونٹ اپنے لئے نہیں خریدا تھا) تقاضا و طلب سے منع نہیں کیا ۔

یه حدیث اس حدیث کے معنی میں ھے جس کو ابو رافع نے روایت کیا ھے که نبی صلی الله علیه وسلم نے ایک نوجوان اونٹ ادھار لیا اور صدقه کے جوان اونٹوں سے اسے ادا کیا اس لئے که یه نوجوان اونٹ صدقه کے مال پر دین تھا (نبیص کی ذات پر نہیں) ۔ ایک اور روایت میں ھے که نبی صلی الله علیه وسلم نے فرمایا، ''صاحب حق کو ھاتھ اور زبان استعمال کرنے کا حق حاصل ھے،، ۔ اس حدیث کو محمد بن الحسن نے روایت کیا اور کہا، ''ھاتھ استعمال

کرنے سے مراد لزوم (پیچھا نہ چھوڑنا) ھے اور زبان استعمال کرنے سے مراد تقاضا کرنا ھے۔

ھم سے حدیث بیان کی ایسے شخص نے جو روایت کے بارے میں متہم نہیں، اس نے کہا ھمیں محمد بن اسحاق نے بتایا، اس نے کہا ھم سے محمد بن یحیی نے حدیث بیان کی، اس نے کہا ھم سے ابراھیم بن حمزہ نے حدیث بیان کی، اس نے کہا ھم سے عبدالعزیز بن محمد نے، بواسطہ عمرو بن ابی عمر، بواسطہ عکرمہ، بواسطہ ابن عباس یہ حدیث بیان کی کہ ایک شخص ایک مدیون کے جسے دس دینار ادا کرنا تھے، سر ھو گیا۔ مدیون نے کہا، ''بخدا میرے پاس کچھ نہیں جو میں آج تمہارا دین ادا کرسکوں''۔ طالب دین نے کہا، خدا کی قسم میں تو لے کر چھوڑوں گا یا یہ کہ کوئی شخص تمہاری ضمانت دے''۔ مدیون نے کہا، ''واللہ میرے پاس نہ تو ادا کرنے کو کچھ ھے اور نہ میں کسی ایسے شخص کو پاتا ھوں جو میری ضمانت دے''۔ ابن عباس کہتے ھیں ''(اس تکرار کے بعد) قرضدار رسول اللہ کے پاس آیا اور کہا، ''یا رسول اللہ یہ شخص میرا پیچھا نہیں چھوڑتا''، میں نے اس سے ایک مہینہ کی مہلت مانگی اس نے انکار کردیا اس کا اصرار ھے کہ دین ادا کروں یا کوئی ضامن لاؤں، میں نے اس سے کہا خدا کی قسم آج میرے پاس ضامن ھے نہ روپیہ''۔ رسول اللہ نے فرمایا، ''کیا تم (طالب دین کو خطاب ھے) اسے ایک مہینہ کی مہلت دیتے ھو''؟ اس نے کہا، ''نہیں''۔ رسول اللہؐ نے فرمایا ''میں اس کی ضمانت دیتا ھوں''۔ رسول اللہؐ نے اس کی ضمانت دی اور وہ شخص چلاگیا۔ کچھ عرصے کے بعد مال لے کر آیا۔ رسول اللہ نے دریافت کیا، ''یہ زر تمہارے ھاتھ کیسے لگا''؟ اس نے کہا، ''ایک کان (معدن) سے''۔ آپ نے فرمایا، ''جاؤ، ھمیں اس کی ضرورت نہیں، مجھے اس میں بھلائی دکھائی نہیں دیتی''، الغرض، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے اس کا دین ادا کردیا۔

اس حدیث میں صاف طور پر موجود ھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

طالب دین کو لزوم سے منع نہیں کیا، حالانکہ مدیون قسم کھا کر کہہ رہا تھا کہ میرے پاس ادا کرنے کو کچھ نہیں ہے۔

ہم سے حدیث بیان کی ایسے شخص نے جو روایت کے بارے میں تہمت سے پاک ہے، اس نے کہا ہم سے حدیث بیان کی عبداللہ بن علی بن الجارود نے، اس نے کہا ہم سے حدیث بیان کی ابراھیم بن ابی بکر بن ابی شیبہ نے، اس نے کہا ہم سے حدیث بیان کی ابن ابی عبیدہ نے، اس نے کہا ہم سے ہمارے والد نے، بواسطہ اعمش، بواسطہ ابو صالح، بواسطہ ابو سعید الخدری حدیث بیان کی۔ ابو سعید الخدری نے کہا، ''ایک اعرابی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تمر (خرما چھوہارے) کا جو کہ آپ کے ذمہ واجب الاداء تھے، مطالبہ کیا اور سختی پر اتر آیا یہاں تک کہ اس نے کہا، میرا حق ادا کیجئے ورنہ میں آپ کا جینا دشوار کردوں گا اس پر صحابہ نے اسے ڈانٹ دیا اور کہا دور ہوجا، تجھے معلوم نہیں کہ تو کس ہستی سے گفتگو کر رہا ہے؟ اعرابی نے کہا 'میں اپنا حق چاھتا ہوں، ۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے صحابہ سے مخاطب ہوکر فرمایا، ''تم نے حقدار کا ساتھ کیوں نہ دیا،،؟ اس کے بعد آپ نے خولہ بنت قیس کو پیغام بھیجا کہ اگر تمہارے پاس تمر ہوں تو ہم کو بطور قرض دے دو، جب ہمارے پاس تمر آئیں گے تو ہم تم کو ادا کردیں گے۔ انہوں نے جواب دیا، یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! میرے پاس تمر موجود ہیں، یہ کہہ کر تمر بطور قرض دے دیا۔ آپ نے اعرابی کا دین چکایا اور اس کو کھانا کھلایا۔ اس پر اعرابی نے کہا، آپ نے میرا حق پورا پورا ادا کیا ہے، خدا آپ کو اس کا پورا پورا اجر دے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا، 'وہ بےشک بہترین لوگ ہیں، یاد رکھو، وہ امت مقدس نہیں جس میں کمزور اپنا حق بلا جھجھک نہ لے سکے،،۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اعرابی کو ادا کرنے کے لئے کچھ نہ تھا۔

اس کے باوجود آپ نے اسے طلب و تقاضا سے منع نہیں کیا بلکہ جب صحابہ نے اسے ڈانٹا تو آپ نے اس کو برا سمجھا اور فرمایا ، ''تم لوگوں نے حقدار کا ساتھ کیوں نہ دیا۔'' ۱

یہ احادیث اس بات کی موجب ھیں کہ نفس عسرت (محض تنگدستی) کی وجہ سے مدیون کو مہلت نہیں دی جاسکتی۔ ہاں خود طالب دین اس کو مہلت دینا چاہے تو یہ الگ بات ہے۔ اس کی دلیل وہ حدیث ہے جس کو ہم سے عبدالباقی بن قانع نے بیان کیا، اس نے کہا ہم سے احمد بن العباس المودب نے بیان کیا، اس نے کہا ہم سے عفان بن مسلم نے بیان کیا، اس نے کہا ہم سے عبدالوارث نے، بواسطہ محمد بن حجادہ ، بواسطہ ابن بریدہ بیان کیا، ابن بریدہ کو یہ حدیث اپنے والد سے پہنچی۔ ابن بریدہ کے والد نے کہا، میں نے سنا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے، '' من انظر معسرا فلہ صدقۃو من انظر معسرا فلہ بکل یوم صدقۃ''۔ اس پر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے آپ کو ''من انظر معسرا فلہ صدقۃ'' کہتے سنا اور اس کے بعد میں نے آپ کا ارشاد ''فلہ بکل یوم صدقۃ'' بھی سنا۔ تو ان دونوں کلمات کے مفہوم میں کیا فرق ہے ؟ آپ نے جواب دیا، ''جس نے دین کی ادائیگی کے معین وقت سے قبل مدیون کو مہلت دی تو اس کا یہ عمل صدقہ ہے اور جس نے معین وقت آجانے پر مدیون کو مہلت دی تو مہلت کا ایک ایک دن قرضخواہ کی طرف سے صدقہ شمار ہوگا''۔

ہم سے عبدالباقی نے حدیث بیان کی، انہوں نے کہا ہم سے محمد بن علی بن عبدالملک بن السراج نے، ان سے ابراھیم بن عبداللہ الھروی نے، ان سے عیسی بن یونس نے، ان سے سعید بن الحجنۃ الاسری نے اور ان سے عبادۃ بن الولید بن عبادۃ الصامت نے حدیث بیان کی۔ عبادۃ بن الولید نے ابو الیسر سے سنا، ابو الیسر کہتے ھیں رسول اللہ نے فرمایا، ''من انظر معسرا او وضع لہ اظلہ اللہ یوم لاظل

الا ظله،، (جس نے تنگ دست کو ڈھیل دی یا اپنے حق میں سے کچھ چھوڑ دیا تو اللہ تعالی اس پر (اپنی رحمت کا) سایہ کرے گا، اس دن جب خدا کے سائے کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا) ۔

پہلی حدیث میں آپ کا ارشاد، ''من انظر معسرا فله بکل یوم صدقة،، اس بات کا موجب ہے کہ مدیون، بغیر اس کے کہ قرض خواہ (دائن) اس کو مہلت دے ، نفس اعسار کی وجہ سے مہلت کا مستحق نہیں ۔ اگر قرضخواہ کی مرضی کے بغیر مستحق مہلت ہوتا تو نبیؐ کا یہ کہنا، ''من انظر معسرا فله بکل یوم صدقة،، صحیح نہ ہوتا، اس لئے کہ کوئی شخص اپنے فعل پر ثواب کا مستحق ہوتا ہے اور اگر قرضخواہ کے فعل کے بغیر مدیون مہلت کا مستحق ہو تو پھر قرض خواہ کو ثواب کس بات کا ؟

ابو الیسر کی حدیث بھی دو طرح سے اسی مفہوم پر دلالت کرتی ہے ۔ اول یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم، نے قرض خواہ کو اس کے فعل پر مستحق ثواب قرار دیا اور دوم یہ کہ آپ نے مہلت کو رقم کی کمی (وضع) کا قائم مقام ٹھہرایا اور رقم کی کمی، چونکہ، قرض خواہ ہی کی طرف سے ہوسکتی ہے، پس مہلت بھی قرض خواہ کی طرف (کی مرضی) سے ہوگی (خود بخود نہیں) ۔

حاصل یہ کہ ان سب دلائل کی روشنی میں ارشاد الہی، ''فنظرة الی میسرة،، میں 'انظار، (مہلت دینے) کا مفہوم یا تو (۱) یہ ہے کہ مدیون کو حراست اور سزا سے معاف کردیا جائے (یہ بھی ایک طرح کی مہلت ہے) اس لئے کہ رسول اللہ کے ارشاد، ''مطل الغنی ظلم،، کی وجہ سے وہ رہائی حاصل کرنے اور معافی پانے کا مستحق نہیں تھا لیکن جب اس کی تنگدستی ثابت ہوجائے تو وہ ظالم خیال نہیں کیا جائے گا ۔ پس یہاں پر ''نظرة،، کا معنی ہوا 'رہا کر دینا، ۔ لیکن رہائی سے یہ لازم نہیں آتا کہ قرض خواہ اسکا پیچھا کرنا چھوڑ دے ۔ یا(۲) یہ کہ قرض خواہ کا لزوم و مطالبہ میں تاخیر کرنا کار ثواب اور مستحب ہے۔

تاهم ان احادیث سے یہ ثابت ھے کہ جب تک قرض خواہ بذات خود اسے مہلت نہ دے وہ مہلت کا حقدار نہیں ۔

اگر کوئی کہے کہ لزوم بھی تو حبس ھے اور ان دونوں میں کوئی فرق نہیں اس لئے کہ دونوں حالتوں میں مدیون کو کام کاج کرنے سے روک دیا جاتا ھے ۔ تو اس کا جواب یہ ھے کہ لزوم اور حبس میں فرق ھے ۔ لزوم میں مدیون کو کام کاج کرنے سے نہیں روکا جاتا ۔ لزوم کا مفہوم یہ ھے کہ طالب دین، بذات خود ، یا اس کا کوئی آدمی ، مدیون کے کام کاج کی نگہبانی کرے اور مدیون جو کچھ کمائے طالب دین، اس میں سے بقدر روزینہ چھوڑ کر باقی لیتا رھے اور قرض کی رقم سے وضع کرتا جائے ۔ نگہبانی کرنے اور اپنا حق وصول کرنے میں حبس ھے نہ عقوبت ۔

مروان بن معاویہ سے روایت ھے اس نے کہا ھم سے ابو مالک الاشجعی نے، بواسطہ ربعی بن خراش، بواسطہ حذیفہ حدیث بیان کی، حذیفہ نے کہا رسول اللہ نے فرمایا، ''اللہ تعالی اپنے ایک بندے سے سوال کرے گا، تونے کیا عمل کیا،، ؟ وہ جواب دے گا، ''میں نے نہ تو زیادہ نمازیں پڑھیں اور نہ زیادہ روزے ھی رکھے کہ ان کی بنا پر رحمت الہی کی امید کرسکوں ۔ لیکن اے اللہ ! تو نے مجھے وافر مال دیا تھا، تو میں لوگوں سے ملتا جلتا تھا، خوشحال لوگوں سے نرمی کا سلوک کرتا اور تنگدستوں کو مہلت دیتا تھا،، اس پر اللہ تعالی فرمائے گا، ''ھم تم سے زیادہ اس کے حقدار ھیں،، اور حکم دے گا، ''درگزر کرو میرے بندے سے ،، . . . . اور اسکی مغفرت ھوجائے گی ۔ ابن مسعود کہتے ھیں ھم نے رسول اللہ سے ایسے ھی سنا ۔

حاصل یہ کہ یہ حدیث بھی پیشتر بیان کردہ احادیث کی طرح اس دعوی پر دلالت کرتی ھے کہ نفس اعسار، انظار کا موجب نہیں اس لئے کہ اس حدیث میں تنگدست کو مہلت دینے اور خوشحال سے نرمی برتنے کا یکجا ذکر ھے اور یہ دونوں عمل مستحب ھیں (واجب نہیں) ۔

بعض علماءٔ کا خیال ھے کہ تنگدستی ادائیگی میں تاخیر کی موجب ھے اس لئے دائن (قرض خواہ) کو لزوم کا کوئی حق حاصل نہیں ۔ اس پر انہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا جسے لیث بن سعد نے، بواسطہ بکیر، عیاض، عبداللہ اور ابو سعید الخدری روایت کیا، کہ عہد رسالت میں ایک شخص کو پھلوں کے کاروبار میں گھاٹا ھوا اور اس پر بہت دین جمع ھوگیا تو رسول اللہ نے لوگوں سے کہا، ''اسے صدقہ دو،، ۔ لوگوں نے صدقہ و خیرات سے اس کی مدد کی لیکن اس کے پاس اتنا مال جمع نہ ھوسکا جس سے وہ سارا دین ادا کرسکتا ۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ نے قرض خواھوں کو کہا، ''خذوا ما وجدتم لیس لکم الا ذلک،، (جو کچھ اس کے پاس موجود ھے لے لو تمہارے لئے اس کے سوا کچھ نہیں) لزوم کا انکار کرنے والے ''لیس لکم الا ذلک،، سے یہ نتیجہ اخذ کرتے ھیں کہ رسول اللہ کے ارشاد کے مطابق اب ان کا کوئی حق باقی نہیں رھا ۔

اس کا جواب یہ ھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم، نے ان کے دیون کو (مدیون کی تنگدستی کی وجہ سے) بالکل ساقط نہیں کیا، اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ مدیون کے پاس، خوراک کے علاوہ، جو کچھ موجود ھے وہ قرض خواھوں کا ھے ۔ جو کچھ موجود ھے اسے لے لینے کے بعد قرض خواھوں کے باقی ماندہ حقوق ساقط نہیں ھوتے اور جب ان کا حق استیفاءٔ (اپنا حق پورا پورا وصول کرنا) باقی ھے تو ان کا حق لزوم بھی باقی ھے ۔ یہاں تک کہ وہ لوگ مدیون کی کمائی سے، بقدر خوراک چھوڑ کر، اپنے حقوق مکمل طور پر وصول کرسکتے ھیں ۔ لزوم کا یہی معنی ھے ۔ اور ھمارے درمیان اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ مدیون کی آئندہ کمائی میں قرض خواھوں کا حق استیفاءٔ ثابت ھے ۔ پس جب ان کا حق استیفاءٔ باقی ھے تو ان کا حق لزوم بھی باقی ھے اور رسول اللہ کے ارشاد، '' لیس لکم الا ذلک،، سے ان کے اس حق کی نفی نہیں ھوتی اس لئے کہ ان کے حق استیفاءٔ کی نفی نہیں کی گئی ۔

غصب یا بیع وغیرہ کی وجہ سے مدیون کے ذمہ وہ دیون جنہیں فوراً ادا کرنا واجب ہے ان میں بھی مہلت دینا جائز ہے ۔ یہ بات ان اخبار (احادیث) سے ثابت ہے جنہیں ہم پیشتر ذکر کرچکے ہیں ۔ (امام) شافعی کا خیال ہے کہ فوری طور پر واجب الادا دیون میں مہلت دینے کا جواز نہیں ۔ مگر ان کی یہ رائے پیشتر بیان کردہ احادیث کے خلاف ہے ۔ اوپر سند کے ساتھ بیان کردہ ابن بریدہ کی حدیث جس میں، ''وقت آنے سے پہلے اور وقت آنے پر مہلت دینے'' کا بیان ہے اس بات کو اچھی طرح واضح کر رہی ہے ۔

ہم سے محمد بن بکر نے حدیث بیان کی، انہوں نے کہا ہم سے ابو داؤد نے حدیث بیان کی، انہوں نے کہا ہم سے سعید بن منصور نے حدیث بیان کی، انہوں نے کہا ہم سے ابوالاحوص نے، بواسطہ سعید بن مسروق، بواسطہ شعبی بواسطہ سمعان، بواسطہ سمرة بن جندب حدیث بیان کی ۔ سمرة بن جندب نے کہا رسول اللہ خطبہ دے رہے تھے کہ آپ نے لوگوں سے پوچھا، ''ھھنا احد من بنی فلاں'' (کیا فلاں قبیلے کا کوئی شخص یہاں موجود ہے) ؟ مگر کسی نے جواب نہ دیا ۔ آپ نے پھر پوچھا، ''کیا بنی فلاں کا کوئی شخص ہے ؟'' اب کی بھی کسی نے جواب نہ دیا ۔ آپ نے تیسری بار پوچھا، ''کیا بنی فلاں کا کوئی شخص ہے ؟'' تو ایک آدمی اٹھا اور اس نے کہا، ''یا رسول اللہ میں ہوں'' ۔ رسول اللہ نے فرمایا ''پہلے دو مرتبہ میں نے سوال کیا تو تمہیں جواب دینے سے کس چیز نے روکا ؟ '' میں تمہارا خیر خواہ ہوں ۔ تمہارے قبیلے کے فلاں آدمی کو قرض کی بابت حراست میں رکھا گیا تھا ۔ میں نے مناسب سمجھا کہ اس کی طرف سے دین ادا کردیا جائے، پس اب کوئی شخص اس سے کچھ تقاضا نہیں کرسکتا'' ۔

محمد بن بکر نے ہم سے حدیث بیان کی ، اس نے کہا ہم سے ابو داؤد نے حدیث بیان کی، اس نے کہا ہم سے سلیمان بن داؤد المہری النہدی نے حدیث بیان کی اور ان سے حدیث بیان کی وھب نے، ان سے سعید بن ابی ایوب نے،

اس نے عبداللہ القرشی سے یہ حدیث سنی، اس نے کہا میں نے ابو موسی الاشعری سے سنا اور ابو موسی الاشعری نے کہا میں نے اپنے والد سے سنا کہ رسول اللہ نے فرمایا، ''اللہ تعالی نے جن کبیرہ گناہوں سے منع کیا ہے ان کے بعد سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ کوئی شخص مرنے کے بعد خدا کے ہاں اس حال میں جائے کہ اس پر دین ہو اور دین کی ادائیگی کے لئے اس کا کوئی ترکہ نہ ہو،،۔

یہ دونوں حدیثیں اس بات کی دلیل ہیں کہ جس طرح موت کی وجہ سے مطالبہ ساقط نہیں ہوتا اسی طرح تنگدستی کی وجہ سے لزوم اور تقاضا ساقط نہیں ہوتا۔

اگر یہ کہا جائے کہ حالت افلاس میں مرنے والا مدیون دو حال سے خالی نہیں، یا تو وہ مفرط (جس نے حالت حیات میں ادائیگیٔ دین میں کوتاہی کی ہو) ہوگا یا غیر مفرط (حتی الوسع کوشش کرنے والا)۔ مفرط (کوتاہ کار) سے خدا کے ہاں بھی دین کی ادائیگی کا مطالبہ کیا جائے گا لیکن غیر مفرط کو چھوڑ دیا جائے گا اس لئے کہ اللہ تعالی گناہگار سے مؤاخذہ کرتے ہیں اور حتی الوسع کوشش کے باوجود ادا نہ کرسکنے والا گناھگار نہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ جس شخص نے قضائے دین میں کوتاہی کی اور پھر، توبہ کئے بغیر، حالت افلاس میں مر گیا تو عنداللہ اس سے مؤاخذہ ہوگا لھذا وہ تنگدست قرضدار جس کی سچی توبہ کا ہمیں علم نہیں اس کے لئے یہی فیصلہ ہے کہ دنیا میں اس سے مطالبہ کیا جائے۔

اگر یہ کہا جائے کہ غیر مفرط یا مفرط تائب اور مفرط غیر تائب کے درمیان، دنیاوی احکام میں، تفریق ہونی چاہئے یعنی مفرط غیر تائب کا پیچھا کرنا لازمی قرار دیا جائے اور غیر مفرط یا مفرط تائب کو اس حکم سے مستثنی کردیا جائے . . . . تو اس کا جواب یہ ہے کہ دونوں کے درمیان تفریق صرف اس صورت میں ہوسکتی ہے جب ہمیں اس حقیقت کا علم ہو کہ فلاں مدیون نے اپنی

طرف سے قطعاً کوتاھی نہیں کی یا کوتاھی کی تھی مگر توبہ کرلی ۔ ظاھر ھے کہ ھمیں حقیقت حال کا علم نہیں ھوسکتا، جس طرح یہ ممکن ھے کہ تنگدستی کا اظہار کرنے والا حقیقت میں مالدار ھو اسی طرح یہ بھی ممکن ھے کہ کوتاھی سے بظاھر توبہ کرنے والا تنگدست، حقیقت میں کچھ اور ھو ۔ لھذا مدیون کو (خواہ وہ فی الواقع مفرط ھو یا غیر مفرط) مطالبہ و لزوم سے بری نہیں کیا جاسکتا ۔

ھمارا یہ فیصلہ (جسے ھم دوھرا چکے ھیں) ابو قتادہ کی حدیث سے بھی ثابت ھے ۔ یہ حدیث ھم سے محمد بن بکر نے بیان کی، انہوں نے کہا ھم سے یہ حدیث ابو داؤد نے، اور ان سے محمد بن متوکل العسقلانی نے، اور ان سے عبدالرزاق نے، اور ان سے معمر نے، بواسطہ زھری، بواسطہ ابو سلمہ، بواسطہ جابر بیان کی ۔ جابر نے کہا، ''رسول اللہ ایسی میت پر، جس کے ذمہ کچھ واجب الاداء ھو، نماز جنازہ نہیں پڑھتے تھے ۔ ایک مرتبہ ایک مدیون میت لائی گئی تو آپ نے دریافت کیا، 'کیا اس پر کچھ دین ھے'؟ لوگوں نے کہا، 'جی ھاں، دو دینار اس کے ذمہ واجب الاداء ھیں، رسول اللہ نے فرمایا، ''تم لوگ اس کی نماز جنازہ پڑھ لو میں نہیں پڑھوں گا'۔ ابوقتادۃ الانصاری نے کہا 'یا رسول اللہ ! وہ دو دینار میرے ذمہ رھے، (میں ادا کرتا ھوں) ۔ تب رسول اللہ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی ۔ جب اللہ نے اپنے رسول پر رزق کے دروازے وا کردیئے تو آپ نے فرمایا ، ''میں مومنوں کی جان و مال کا ان کی ذات کی نسبت زیادہ ذمہ‌دار ھوں، جو شخص دین چھوڑ کر مرے اس کی ادائیگی میرے ذمہ ھے اور جو مال چھوڑ کر مرے وہ اس کے ورثاء کا حق ھے،، ۔

اس حدیث سے معلوم ھوا کہ اگر حالت افلاس میں مرجانے کی وجہ سے قرض کا مطالبہ برقرار نہ رھتا تو نبیؐ اس پر نماز جنازہ پڑھنا ترک نہ کرتے ۔ نیز یہ بھی ثابت ھوا کہ تنگدستی (عسرت) کی وجہ سے مدیون کو قرض کی ادائیگی کے لزوم اور مطالبہ سے بری نہیں کیا جاسکتا ۔

اسمعیل بن مہاجر نے عبدالملک بن عمر کے واسطہ سے بیان کیا کہ جب کوئی شخص کسی مدیون کو (حضرت) علی کے سامنے پیش کرتا تو آپ کہتے، ''اپنے دعوی کی حمایت میں گواہ پیش کرو تا کہ میں مدیون کو حراست میں لے لئے جانے کا حکم دوں،، اگر وہ شخص کہتا ، '' میں تو مدیون کو نہیں چھوڑوں گا،، تو آپ جواب دیتے، ''میں تم کو اس سے منع نہیں کرتا،، ۔

زھری اور لیث بن سعد کا یہ قول کہ ''حر (آزاد) مدیون کو حراست میں نہ لیا جائے بلکہ وہ اجرت پر دائن کا کام کرتا رہے یہاں تک کہ دین ادا ھوجائے،، آیت اور احادیث کے بالکل خلاف ھے ۔ اللہ‌تعالی نے یہ کہا ھے کہ ''تنگدست کو مہلت دو،، یہ نہیں کہا کہ تنگدست مدیون سے اجرت پر کام لیا جائے اور رسول اللہ سے اس باب میں جتنی احادیث مروی ھیں ان میں سے کسی میں اجرت پر کام کرنے، کا ذکر نہیں ۔ احادیث سے تو دو ھی باتیں ثابت ھیں (۱) ۔ دائن اس کا پیچھا نہ چھوڑے یا(۲) مدیون کو معاف کردے ۔ علی‌الخصوص ابو سعید الخدری کی بیان کردہ حدیث سے، جس میں ھے، ''لیس لکم الا ذلك،، (تمہارے لئے بس یہی ھے) صاف طور پر پتہ چلتا ھے کہ باوجود اس نازک صورت حال کے جب کہ مدیون کے پاس پورا مال نہیں تھا، رسول اللہ نے مدیون کو اجرت پر کام کرنے کا حکم نہیں دیا ۔

———:———